فن مناظرہ کی تعریف

وہ علم جس کے ذریعہ مطلوب (دعویٰ)

کو ثابت کرنے یا نفی کرنے یا اس مطلوب (دعویٰ) کی

دلیل کی نفی کرنے کے طریقہ آداب کے بارے میں پہچانا جائے۔

موضوع:

بحث کی کیفیت کے بارے میں بحث کرنا

کہ وہ صحیح ہے یا نہیں قابل مسموع ہے یا نہیں۔

غرض:

ذہن کو گمراہی سے بچانا۔ تاکہ مناظر کا

ذہن اس سے محفوظ رہے کہ نہیں وہ ایسے طریقہ پر

نہ چلے جو اسے مطلوب تک نہ پہنچاتا ہو

اسکی دو صورتیں ہیں:

یا تو وہ بالکل راستہ کو جانتا ہی نہ ہو یا جانتا تو

ہو لیکن وہ اس راستہ پر چلے ہی نہ تو مطلوب

تک نہیں پہنچ سکے گا۔ مناظرہ کے فن کا مقصد اسکو ان

دونوں گمراہیوں سے بچانا ہے۔

مناظرہ رشیدیہ کتاب

ایک مقدمہ 9 ابحاث اور ایک

خاتمہ پر مشتمل ہے۔

(صلی اللہ تعالیٰ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

Scanned with CamScanner

مقدمہ کی تعریف:

مقاصد میں شروع ہونا جس پر موقوف ہو۔ (علی وجہ البصیرۃ)

خاتمہ:

جس کے ذریعے کسی شے کو بند کیا جائے

أما المقدمۃ فی التعریفات ... وضاحت

مقدمہ تعریفات کے بارے میں ہے

اس عبارت پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(1)

* اعتراض *

آپ نے کہا مقدمہ تعریفات میں ہے۔ اس سے ظرفیۃ الشی الی نفسہ لازم آرہا ہے۔ اس طرح کے مقدمہ میں تو ہوتی ہی تعریفات ہی ہیں تو اب معنی یہ ہوگا کہ تعریفات تعریفات میں ہیں؟

* جواب *

مقدمہ سے مراد مفہوم کلی اور تعریف سے مراد جزئیات ہیں تو اب معنی یہ ہوا کہ کلی اپنی جزئیات میں ہے۔ تو یہ صحیح ہے۔

(2)

اعتراض

آپ نے کہا کہ مقدمہ تعریفات کے بارے میں ہے حالانکہ مقدمہ میں تعریفات کے علاوہ بھی تو

چیزیں ہوتی ہیں۔

جواب

باقی جو متعلقہ چیزیں ہیں ان کا تعلق تعریفات سے جوڑ دیا گیا ہے۔ تو تعریفات کے ضمن میں متعلقات بھی آ ہی جائیں گے۔

مقدمہ کا مأخذ:

یہ مقدمة الجیش سے مأخوذ ہے۔ مناسبت ہر طالب علم جانتا ہے۔

تعریف:

یا تو بمعنی معرّف یا اپنے مصدری معنی (تصور کو حاصل کرنے کیلئے غور و فکر کرنا) میں ہے۔

مناظرہ کی تعریف کو مقدم کرنے کی وجہ:

ہم کتاب ہی مناظرہ کی پڑھ رہے ہیں ہمارا مقصود یہی ہے تو اسی کو مقدم کیا اور اسی تعریف شروع میں لائے۔

مناظرہ کا مأخذ

5 اشیاء ہیں

(1) نظیر (2) نظر بمعنی ابصار (3) بمعنی نفس کا معقولات کی طرف توجہ کرنا یا غور و فکر کرنا (4) بمعنی انتظار (5) بمعنی مقابلہ

Scanned with CamScanner

اگر مناظرہ کا مأخذ نظیر مانیں تو اعتراض لازم آتا ہے۔

★اعتراض★

مناظرہ مصدر ہے اور نظیر صفت مشبہ تو مناظرہ کے لیے مشتق منہ کیسے ہو سکتا ہے۔

★جواب★

ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ نظیر مناظرہ کا مشتق منہ ہے۔ بلکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں کا مأخذ ایک چیز ہے یعنی دونوں نظیر سے مأخوذ ہیں۔

وجہ مناسبت:

نظر بمعنی نظیر کی صورت میں مناظرہ اور نظر میں وجہ مناسبت یہ ہوگی کہ دونوں مناظرہ کرنے والے آپس میں برابر ہوں۔ کمال وفن میں ایسا نہ ہو کہ ایک کمال کی انتہائی بلندی کو پہنچا ہو اور دوسرا انتہائی پستی پر ہو۔

نظر بمعنی انتظار کی صورت میں وجہ مناسبت یہ ہوگی کہ مناظرہ کرنے والوں میں سے ہر ایک دوسرے کے کلام کے مکمل ہونے کا انتظار کرے درمیان میں نہ بولے۔

Scanned with CamScanner

نظر بمعنی مقابلہ کی صورت میں وجہ مناسبت یہ ہوگی کہ ہر ایک دوسرے کے سامنے ہو۔ اسی طرح کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں آمنے سامنے

نظر بمعنی نفس کا معقولات الخ:

کی صورت میں وجہ

مناسبت یہ ہوگی کہ مناظرہ کرنے والوں میں سے ہر ایک پہلے جو کہنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسمیں غور و فکر کرے بغیر سمجھے سوچے کچھ نہ بولے۔

نظر بمعنی البصار کی صورت میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ مناظرہ کرنے والے دونوں اسطرح ہونگے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔

توجہ المتخاصمین ۔۔۔۔۔

مناظرہ کی تعریف:

متخاصمین کا دو چیزوں میں متوجہ ہونا نسبت میں دو چیزوں کے درمیان درستگی کو ظاہر کرنے کیلئے

متخاصمین: ایسے دو افراد جن میں سے ایک کا موقف دوسرے کے برخلاف ہو۔

شیئین: ایک سے مراد محکوم علیہ اور دوسرا محکوم بہ۔

وارد ہونے والے سوالات

اس عبارت میں مذکورہ تعریف پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(1)

آپ کی مناظرہ کی تعریف جامع نہیں کیونکہ آپ نے اظہار الصواب کی قید لگائی کہ دونوں کا مقصد اظہار الصواب ہو حالانکہ کبھی ان میں سے ایک یا دونوں کا مقصد فقط الزام ہوتا ہے اور دوسرے کو غلط ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اظہار الصواب مقصود نہیں ہوتا۔ تو یہ مناظرہ آپ کی تعریف سے نکل جائے گا؟

(جواب)

اگر مناظرین کا مقصد اظہار الصواب نہ ہو تو وہ مناظرہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ مناظرہ ہوتا ہی تب ہے جب مقصد اظہار الصواب ہو۔ اگر کوئی اور مقصد ہو تو مناظرہ ہوگا ہی نہیں۔ جب مناظرہ ہے ہی نہیں تو آپ کا اعتراض بھی نہیں بنتا۔ لہذا تعریف اپنے افراد کو جامع ہوئی۔

(2)

دو ایسا مقابلہ کرنے والے جن کا حال اس انتہاء کو پہنچ چکا ہو کہ وہ ایک دوسرے کی حالت کو جان لیں اور دل ہی دل میں مناظرہ کریں۔ جیسے حکماء اشراقیین کہ وہ دل میں مناظرہ کرتے ہیں۔ یہ مناظرہ تو ہے لیکن آپ کی تعریف

Scanned with CamScanner

سے نکل رہا ہے۔ کیونکہ آپ نے متخاصمین کہا جو کہ خصومت سے مشتق ہے۔ خصومت قولی ہوتی ہے اور ان کا مناظرہ دل میں تو ان کا مناظرہ تو تعریف سے نکل رہا ہے۔

جواب

ہماری مراد عام ہے قول سے ہو یا نفس سے بس تو جب ہو جو یہاں بھی پائی جا رہی ہے۔

نسبت:

نسبت سے مراد یہاں عام ہے کہ جملہ ہو یا اتصالیہ ہو یا انفصالیہ۔

مناظرہ کی مشہور تعریف اور ماتن کا اس سے عدول کرنے کی وجہ؟

تعریف مشہور: النظر من الجانبین فی النسبة بین الشیئین اظہاراً للصواب

(عدول کرنے کی وجہ)

اس پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے اس لئے ماتن نے عدول کیا:

(1)

آپ کی مناظرہ کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں کیونکہ وہ مناظرہ جس میں سائل فقط منع پر اکتفاء کرتا ہے وہ نکل رہا ہے۔ نظر نہیں کرتا حالانکہ وہ بھی مناظرہ ہی ہے؟

Scanned with CamScanner

اندفاع:

نظر سے مراد نظر اصطلاحی نہیں بلکہ لغوی معنیٰ کی طرف توجہ کرنا مراد ہے۔ تو یہ اس سائل کو بھی شامل ہوگا جو فقط منع یا استفاء کرتا ہے۔

2

آپ کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے۔ آپ کی تعریف استاد اور شاگرد پر بھی صادق آرہی ہے انکا نظر کرنا تو یہاں بھی جانبین سے نظر کرنا تو پایا گیا حالانکہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔

اندفاع:

عرف کے قرینہ کے مطابق یہاں جانبین سے متخاصمین مراد ہیں۔

ثم اعترض علیہ ۔۔۔۔ ما قصدہ ۔۔۔

یہاں سے ماتن کی تعریف پر وارد ہونے والا کام اعتراض ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا مناظرہ سے غرض اظہار الصواب ہو جب بھی اسے مناظرہ نہیں گے ورنہ مناظرہ نہیں کہیں گے تو بعض مناظرہ کے شروع میں ہی اس کا غیر مصیب (درست) ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے مناظرہ نہیں کہنا چاہئے

M T W T F S

جواب

کسی چیز کا کسی کام کیلئے غرض ہونا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کام کے بعد بھی باقی رہ جائے یعنی شروع میں دونوں کا مقصد اظہار الصواب ہی ہونا چاہیے اگرچہ کچھ ہی دیر میں ایک کا غیر صواب ہونا ظاہر ہو جائے۔ لہٰذا اسے مناظرہ ہی کہیں گے جیسا کہ یہاں پر ماتن پر معترض نے اعتراض کیا اگرچہ وہ کامیاب نہیں ہوا۔

Scanned with CamScanner

عرف المناظرة .... العلل الاربع

ماتن نے مناظرہ کی جو تعریف کی ہے اس سے علل اربع سمجھ آ رہی ہیں۔

توجہ — سے — علت صوری

متخاصمین — سے — علت فاعلی

نسبت — سے — علت مادی

اظہار الصواب — سے — علت غائی

والمجادلہ .... لالزام الخصم

تعریف:

یہ مناظرہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس میں نہ (ہی) اظہار الصواب ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں خصم پر لازم کرنا مقصود ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Date:

مجادل بھی مجیب ہوتا ہے۔ تو اسکا مقصد کسی پر الزام
کرنا نہیں ہوتا بلکہ مقصد غیر کے الزام سے بچنا ہوتا ہے۔
اگر سائل ہو تو اسکا کام غیر پر الزام کرنا ہوتا ہے۔
کبھی دونوں یعنی سائل اور مجیب مجادل ہوتے ہیں۔
اس لئے ماتن نے فرمایا "ھی المنازعۃ" مفاعلۃ کے باب
سے جس کا خاصہ طرفین ہے۔

★اعتراض★

پہلے آپنے کہا تھا کہ مجیب مجادل نہیں ہو سکتا پھر
آپنے کہا کہ مجیب مجادل ہوتا ہے۔

(جواب)

مجیب کا کام اگرچہ سائل کے الزام سے بچنا اور
اعراض کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر سائل سر پر چڑھ جائے
تو اسے چپ کرانے کیلئے کبھی مجیب کو بھی جواب دینا
پڑتا ہے۔ اسلئے مجادلہ کو غلبہ دیتے ہوئے اسے بھی مجادل
کہا۔ اور منازعہ کے صیغہ کو مطلق رکھا تاکہ مشارکت
پر دلالت کرے۔

والمکابرۃ .... ایضاً

تعریف:

یہ منازعہ (جھگڑا) ہوتا ہے لیکن
اس میں نہ ہی اظہار الصواب ہوتا ہے۔ نہ ہی
مدمقابل پر الزام مقصود ہوتا ہے۔ صرف اپنی بڑائی
ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اعتراض*

"و تذکیر الضمیر فی أنہ"

مقابرہ مؤنث ہے جب کہ تعریف میں ضمیر مذکر کی لائے ہیں؟

جواب

جب مصدر تاء والا ہو تو ضمیر مذکر و مؤنث دونوں طرح لاسکتے ہیں۔

ثم لما فرغ عن تعریف المناظرۃ ۔۔۔۔۔۔۔

مناظرہ کے ذکر کے بعد اور اسکی دونوں ضدوں کے ذکر کے بعد (ضدوں کا ذکر اسلئے فرمایا کیونکہ "الاشیاء تعرف باضدادھا") نقل کو ذکر فرمایا اثبات کیلئے۔

وکان النقل من الکتاب او من الثقۃ ۔۔۔۔

مناظرہ کے بعد دلیل کی بجائے نقل کو ذکر کیا کیونکہ ہمارے زمانے میں کتاب یا ثقہ سے نقل کرنا دلیل سے ثابت کرنے سے زیادہ اولی ہے کہ اس میں دھوکہ زیادہ ہوتا ہے۔

والنقل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہ قول الغیر

تعریف: غیر کے قول کو ایسے طریقے پر لانا جس پر وہ ہے معنی کے اعتبار سے ساتھ میں یہ بھی ظاہر کرے کہ یہ غیر کا قول ہے۔

(عالم کی مجلس میں ایک لمحہ بیٹھنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے)

وضاحت:

"بحسب المعنی" سے پتا چلا کہ اگر

الفاظ تبدیل ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں معنی وہی ہو

ہو بہو "انہ قول الغیر" جیسے یہ کہنا کہ وضو میں نیت

شرط نہیں اگر غیر کا قول ہو نا ظاہر نہ کیا تو یہ نقل

نہیں بلکہ اقتباس ہے۔ اور یہ ناقل نہیں بلکہ مقتبس

ہوگا۔

ثم اعلم انہ .... ان کانت صحتہ و...

طلب تصحیح کب درست ہے اور کب نہیں؟

جب متناظمین میں سے کوئی ایک قول ذکر کرے تو

اب دوسرا آیا تو اسے اس قول کا صحیح ہونا اور واقع

کے مطابق ہونا معلوم ہوگا یا نہیں اگر ہو تو پھر طلب

تصحیح درست نہیں اگر نہ ہو تو اب طلب کرنا ضروری

ہے

تصحیح نقل کی تعریف:

ھو بیان صدق

نسبۃ ما نقل الی المنقول عنہ

(یہاں دو اعتراض وارد ہوتے ہیں)

(1)

علامہ عضد الدین صحۃ نقل کہا جبکہ ماتن نے تصحیح

نقل کہہ کر مخالفت کیوں کی؟

Scanned with CamScanner

☆ جواب ☆

یہاں تصحیح نقل کہنا صحۃ نقل کہنے سے زیادہ اولیٰ ہے۔ کیونکہ صحۃ نقل کا معنی ہے نقل یعنی منقول کا صحیح ہونا اور یہاں یہ مطلوب نہیں بلکہ یہاں تصحیح مطلوب ہے یعنی ناقل نے جو بات منقول عنہ کی طرف منسوب کی ہے وہ نفس الامر میں منسوب ہے بھی یا نہیں۔

(2)

ماتن نے پیچھے سب جگہ عطف کیا جب مناظرہ کے بعد مجادلہ ذکر کیا تو اسکو بھی واؤ عطف کے ساتھ ذکر کیا اسی طرح ہر جگہ واؤ عطف ذکر کیا لیکن نقل کے بعد واؤ ذکر کئے بغیر تصحیح نقل کو ذکر کیا کیوں؟

☆ جواب ☆

تصحیح نقل نقل کے متعلقات میں سے ہے۔ لہذا کمال اتصال کی بناء پر واؤ کو ذکر نہیں کیا کیونکہ عطف مغایرت پر دلالت کرتا ہے۔

والمدعی .... لاثبات الحکم

تعریف:

(مَنْ نَصَبَ نَفْسَہٗ لِاِثْبَاتِ الْحُکْمِ)

جو اپنے آپ کو پیش کرے حکم کو ثابت کرنے کیلئے

Scanned with CamScanner

وضاحت:

حکم خبری جسکا اسنے کلام کیا ہے اسے ثابت کرنے کے درپے ہو اس حیثیت سے کہ یہ حکم کو ثابت کرنا ہو دلیل کے ساتھ جب کلام نظری ہو اور تنبیہ کے ساتھ جب کلام بدیہی ہو۔

3 اعتراضات مع جوابات:

★(1)★

بعض نے تعریف میں "ما" کا ذکر کیا تو ماتن نے انکی مخالفت کرتے ہوئے "من" کو کیوں ذکر کیا؟

★جواب★

یہاں "ما" کی جگہ "من" کو ذکر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ما ذوی العقول و غیر دونوں کیلئے آتا ہے جبکہ من ذوی العقول میں خاص ہے۔ تو من ذکر کرنا مناسب ہے کیونکہ مناظرہ ذوی العقول میں ہوتا ہے۔

★(2)★

آپکی مدعی کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کہ اسمیں نقض اجمالی کرنے والا ناقض (مدعی نے جو حکم ثابت کیا ہو اسکے فساد کو ثابت کرنے والا) داخل ہو رہا ہے اور ساتھ میں معارض (مدعی کے دعوی کی نقیض کو ثابت کرنیوالا) بھی داخل ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ناقض کا فساد کو ثابت کرنا اور معارض کا نقیض کو ثابت کرنا یہ بھی ایک حکم کو ثابت کرنا ہے لہذا اثبات حکم الا میں بھی اگر ...

(جواب)

یہاں حیثیت کی قید معتبر ہے۔ یعنی مدعی اس حیثیت سے کہ وہ مدعی ہے۔ اس کا اصل کام حکم کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ معارض اور ناقض اس حیثیت سے حکم کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ مدمقابل کی دلیل کی نقیض ہے یا مدمقابل نے جس حکم کو ثابت کیا ہے اسی کی نفی ہے گویا یہ ناقض کا اصل کام فساد کو ثابت کرنا اور معارض کا نقیض کو ثابت کرنا ہے۔ لہذا یہ تعریف میں داخل نہیں۔

☆3☆

مصنف نے مدعی کی تعریف کی "جو اپنے آپکو کھڑا کرے حکم کو ..... دلیل یا تنبیہ کے ذریعے۔ یہاں تنبیہ کا ذکر فرمایا کہ تنبیہ کے ذریعے حکم ثابت کرنا حالانکہ تنبیہ اثبات کا فائدہ نہیں دیتی کیونکہ اثبات کہتے ہیں جو چیز نہ ہو اسکو وجود میں لانا لیکن تنبیہ تو صرف توجہ دلانے کیلئے آتی ہے۔ تو تنبیہ کا اثبات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو آپکا یہ کہنا کہ تنبیہ سے حکم کو ثابت کرنا درست نہیں؟

☆جواب☆

جی آپکی بات ہمیں تسلیم ہے کہ تنبیہ اثبات کا فائدہ نہیں دیتی لہذا مصنف سے منقول ہے کہ یہاں ان سے تسامح ہوا ہے۔

(اَعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى)

Scanned with CamScanner

فأن قلت لما كانت التثنية ....

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔

☆اعتراض☆

جب تثنیہ اثبات کا فائدہ نہیں دیتی تو آپکا تثنیہ کا اثبات حکم سے تعلق جوڑنا درست نہیں اور اس پر تسامح کا حکم لگانا بھی درست نہیں کیونکہ تسامح کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات جائز ہے لیکن خلافِ ظاہر ہے۔ جبکہ تثنیہ کے ذریعے اثبات حکم کی بات خلافِ اصل ہے۔ لہذا آپکا تسامح کا حکم لگانا بھی درست نہیں ہے؟

☆جواب☆

یہاں پر عموم مجاز کے طریقہ پر اثبات حکم سے مراد ہے (ایسا معنی) کہ تثنیہ کا تعلق اثبات سے درست ہو جائے گا اور وہ معنی مخاطب کے ذہن میں حکم کو پختہ کرنا ہے خواہ وہ اثبات کے ذریعے ہو یا اظہار کے ذریعے۔ لہذا اس صورت میں تثنیہ کا تعلق اثبات سے جوڑنا درست ہو جائے گا۔

ثم عرّف .... لیست بجمل

علامہ عضد الدین نے ایک تعریف مرعی کی ذکر کی ہے

تعریف:

(ھو من یفید مطابقۃ النسبۃ للواقع)

اس تعریف پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(اعتراض)

علامہ صاحب کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے
اس میں تو وہ شخص بھی داخل ہو رہا ہے جو جملہ
خبریہ بولے۔ کیونکہ اسکی اصل وضع تو صدق کیلئے ہے۔ اگرچہ
مجازاً کذب کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ لہٰذا سارے جملہ خبریہ
کے قائل بھی داخل ہو جائیں گے حالانکہ ان میں سے بعض جملوں
کے ساتھ صدق کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا یعنی اسکے قائل کو مدعی
نہیں کہا جاتا جیسے جملہ شرطیہ کے اطراف مقدم و تالی وغیرہ
لیکن آپکی تعریف ان سب پر صادق آ رہی ہے؟

☆جواب☆

علامہ صاحب کی تعریف کا مطلب یہ ہے کہ مدعی وہ ہے جسکا اصل
مقصد ہی اس بات کا فائدہ دینا ہو کہ نسبت خبریہ واقع کے
مطابق ہے۔ اور عام طور پر تمام جملہ بولنے والوں کے جملے اگرچہ
صدق کا احتمال رکھتے ہیں لیکن انکا مقصود صدق کا
دعویٰ (نسبت خبریہ کا واقع کے مطابق ہونے کا فائدہ دینا) نہیں
ہوتا لہٰذا وہ تعریف میں داخل نہیں ہوتے۔ اور جب مقصود
صدق کا دعویٰ ہوگا تو اسے مدعی ہی کہیں گے۔ اور رہی بات
جملہ شرطیہ کے اطراف کی تو وہ اطراف ہونے کی حالت
میں یعنی جب ان پر حرف شرط داخل ہو تو وہ جملہ ہی
نہیں ہوتے کہ حروف شرط کے داخل ہونے سے نسبت ہی ختم
ہو گئی۔ جب نسبت ختم ہو گئی تو وہ قضیہ، جملہ ہی نہ
رہا۔ جب جملہ ہی نہیں تو سرے سے جملے کے قائل کے تحت
داخل ہو کر مدعی کی تعریف میں شامل ہونے والا اعتراض ہی باطل ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

فائدہ:

مدعی کبھی دلیل انّی (معلول سے علت پر استدلال کرنا) سے استدلال کرتا ہے تو اسے مستدل اور کبھی دلیل لمّی (علت سے معلول پر استدلال کرنا) سے استدلال کرتا ہے، اس وقت اسے معلل کہتے ہیں۔ کبھی یہ دونوں مطلقاً دلیل پکڑنے والے معنی میں ہو کر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ کبھی معلل کو مستدل اور مستدل کو معلل کہتے ہیں۔ یہ دونوں دلیل پکڑنے والے ہیں۔

والسائل .... للنفیہ

تعریف:

جو اپنے آپ کو کھڑا کرے اس حکم کی نفی کیلئے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے

بلا نصب دلیل ... یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔

★اعتراض★

آپ کی سائل کی تعریف جامع نہیں ہے۔ یہ مناقض پر تو صادق آرہی ہے لیکن مانع اور معارض پر صادق نہیں آرہی۔ حالانکہ ان دونوں کو بھی معارض کہا جاتا ہے؟

★جواب★

کبھی کبھار سائل کی تعریف اس سے بھی عام کی جاتی ہے وہ یہ کہ ہر وہ شخص جو اس کلام کے برخلاف کلام کرے جو

جو مدعی نے لیا ہو عام ہے کہ معارض ہو یا مناقض یا مانع ہو. لہذا تعریف جامع ہوئی۔

والدعوی .... اثباتہ

تعریف:

وہ قضیہ جو ایسے حکم پر مشتمل ہو جس کو دلیل سے ثابت کرنا مقصود ہو یا تنبیہ سے ظاہر کرنا مقصود ہو۔

وضاحت:

اشتمال کی کئی اقسام ہیں

اشتمال موصوف علی الصفۃ (2) مظروف علی الظرف (3) کلی علی الجزئی (4) الکل علی الجزء

یہاں اشتمال الکل علی الجزء ہے کہ قضیہ کا جزء ہے حکم. کیونکہ قضیہ محکوم علیہ، محکوم بہ اور حکم سے مرکب ہے۔

Scanned with CamScanner

★ اعتراض ★

آپ کی دعوی کی تعریف جامع نہیں اسلئے کہ حکم بدیہی اولی کے ساتھ مدعی جو دعوی کرتا ہے وہ تو اس سے نکل جائیگا۔ کہ اس میں نہ تو دلیل کے ذریعے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے نہ تنبیہ کے ذریعے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لہذا آپکی تعریف جامع نہیں؟

★ جواب ★

یہاں دعوی سے مراد وہ دعوی ہے جس میں مناظرہ متحقق ہو سکے اور ایسا دعوہ جو آپنے ذکر کیا اس میں مناظرہ

نوٹ: یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ ایک ضعیف قول ہے۔ کیونکہ تعریف کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے افراد کو جامع ہو۔

ویسمی ذالک .... والتصدیقات

دعوے کے مختلف نام۔

اس حیثیت سے کہ دعوی یا اسکی دلیل پر سوال وارد ہوتا ہے اسے (مسئلہ) کہتے ہیں۔

اس حیثیت سے کہ دعوی یا اسکی دلیل پر بحث کی جاتی ہے اسے (مبحث) کہتے ہیں۔

اس حیثیت سے کہ یہ دلیل سے مستفاد ہے اسے (نتیجہ) کہتے ہیں۔

اس حیثیت سے کہ یہ کلی ہوتا ہے اسے (قاعدہ اور قانون) کہتے ہیں۔

دعوی اور مطلوب کے درمیان نسبت:

دونوں میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوتی ہے کہ دعوی یہ خاص ہے کہ فقط تصدیقات میں ہوتا ہے اور مطلوب عام ہے کہ تصور اور تصدیق دونوں میں ہی ہوتا ہے۔ کبھی تصور ہوتا ہے جیسے ماہیت انسان اور کبھی تصدیق ہوتا ہے جیسے العالم حادث۔

مطابق یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں اور نسبت تساوی کی ہے۔ یہ مطلوب کو بھی مطلب بھی کہہ دیا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ یہ طلب کی جگہ ہے۔ گویا کہ اس میں طلب واقع ہوتی ہے۔

ایک قول کے مطابق

مطلب اور چیز ہے اور مطلوب کوئی اور چیز۔ مطلب اسم آلہ کا صیغہ ہے یعنی اسکے ذریعے تصور اور تصدیقات کو طلب کیا جاتا ہے جیسے الانسان ما ھو کبھی تصدیق کو طلب کیا جاتا ہے جیسے ھل العالم حادث۔ جبکہ مطلوب کے ذریعے کسی چیز کو طلب نہیں کیا جاتا۔

ولما كان اكتساب . . . . قدم تفصيل التعريف

تعریف کو دلیل سے مقدم کرنے کی وجہ؟

فرمایا کہ مطلوب تصوری کا اکتساب تعریف سے جبکہ مطلوب تصدیقی کا اکتساب دلیل سے ہوتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ تصورات تصدیقات پر مقدم ہوتے ہیں اسلیئے تعریف کی تفصیل کو مقدم کیا۔ کہ اسکے جاننے سے اسکی اقسام کی بھی تفصیل تعریف حاصل ہوگی۔

ثم التعريف . . . . اما حقيقي . . وامالفظي

تعریف کی دو اقسام ہیں ابتداءً

حقیقی لفظی

حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ بحسب الحقیقۃ، بحسب الاسم

M T W T F S

تعریف حقیقی:

جس کے ذریعے صورت غیر حاصلہ کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو

تعریفِ لفظی:

جس کے ذریعے لفظ کے مدلول کی تفسیر کا ارادہ کیا گیا ہو۔ یا صورت حاصلہ کو ماعدا سے ممتاز کرنا

تعریفِ حقیقی کی دو اقسام ہیں

بحسب الحقیقۃ   بحسب الاسم

بحسب الحقیقۃ:

صورت غیر حاصلہ کے حصول کا ارادہ کیا گیا ہے اگر اسکا وجود کے بارے میں پہلے سے علم ہو تو بحسب الحقیقۃ بالفاظ دیگر جسکا وجود نفس الامر میں ہو۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ذریعے کرنا

بحسب الاسم: بے صورت غیر حاصلہ

اگر اسکے وجود کا پہلے سے علم نہ ہو تو بحسب الاسم۔ جسکا نفس الامر میں وجود نہ ہو محض اصطلاحات اعتباریہ ہو۔ جیسے کلمہ کی تعریف کرنا کہ اسکا نفس الامر میں وجود نہیں ہے۔

(تعریفِ لفظی کبھی مفرد ہوتی ہے کبھی مرکب)

اکثر مفرد ہوتی ہے اور قلیلاً مرکب ہوتی ہے

غضنفر کی تعریف اسد سے کرنا اسے جسکو معلوم نہ ہو   وجود کی تعریف کرنا ثابت العین سے

وقد اشار المحقق الطوسی ۔ ۔ ۔ نفوذ کا

محقق طوسی کے نزدیک تعریف فائدہ دینے

لفظی تصدیق کا فائدہ دیتی ہے۔ اسکی تعلق لغت میں ہیں اتفاق

ہے۔ جبکہ حقیقی کا تعلق لغت سے نہیں ہوتا۔ ہے۔

لا یقال تقسیم الحقیقی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

★ اعتراض ★

آپ نے جو تعریف حقیقی کی تقسیم بیان کی ہے بحسب الحقیقۃ سے اس سے تقسیم الشئی الی نفسہ اور بحسب الاسم کہنے سے تقسیم الشئی الی غیرہ لازم آرہا ہے۔

★ جواب ★

تعریف حقیقی وہ ہے جو شئی کی ماہیت کی معرفت کا فائدہ دے آگے عام ہے۔ چاہے نفس الامر میں موجود ہو یا نہ ہو جبکہ بحسب الحقیقۃ خاص ہے جو حقیقت موجودہ کی معرفت کا فائدہ دے۔ اور بحسب الاسم جو حقیقت اعتباریہ اصطلاحیہ کی معرفت کا فائدہ دے۔ لہذا بحسب الحقیقۃ سے تقسیم الشئی الی نفسہ لازم نہیں آرہا کیونکہ حقیقی عام ہے اور بحسب الحقیقۃ خاص اور بحسب الاسم سے تقسیم الشئی الی غیرہ لازم نہیں آرہا ہے کیونکہ یہ حقیقت اعتباریہ اصطلاحیہ بھی ہے۔

ثم الشیخ ابن الحاجب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ابن حاجب نے تعریف لفظی کی تعریف کی ہے۔ اس میں بلفظ "اظہر مرادف" ذکر کیا ہے۔

ماتن نے اس تعریف سے عدول کیا۔ کیونکہ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔

☆ اعتراض ☆

آپ نے (ابن حاجب) جو تعریف لفظ کی تعریف کی ہے یہ اپنے افراد کو جامع نہیں ہے۔ تعریف لفظ کی دو افراد ہیں۔ مفرد مرکب جبکہ علامہ صاحب کی تعریف سے مرکب نکل جائے گا۔ کیونکہ تراد کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ جواب ☆

جب مفرد کو مرکب سے ممتاز کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ تو اس سے تفصیل مراد نہیں لی جاتی بلکہ مجموع من حیث المجموع کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مجموع من حیث المجموع مرکب ہی ہوتا ہے لہذا حکمی طور پر یہ بھی تراد میں داخل ہو جائے گا۔

والدلیل نظری

تعریف:

جو دو قضیوں سے مرکب ہوتا ہے مجہول نظری تک لے جائے۔

ایک مشہور تعریف ہے۔ لیکن ماتن نے مشہور تعریف بیان نہیں کی۔

مشہور تعریف: جس کے علم سے کسی دوسری شے کا علم لازم آئے

M T W T F S

تقریب:

دلیل کے بعد تقریب کو ذکر کرنے کی وجہ:

دلیل کے علم مطلوب تک پہنچانے کیلئے تقریب ضروری ہے گویا کہ تقریب دلیل کا حصہ ہے۔ اسکے بغیر دلیل مکمل نہیں ہوتی۔ اسلئے دلیل کے بعد تقریب کو ذکر کیا۔

تعریف:

دلیل کو ایسے طریقہ پر چلانا تاکہ مطلوب کو مستلزم ہو۔

اگر دلیل یقینی ہو تو یقین کو مستلزم ہوگی۔ اور اگر ظنی ہو تو ظن کو مستلزم ہوگی۔

تعلیل: تبیین علۃ

تعریف:

شی کی علت کو بیان کرنا۔

اعتراض

علت سے آپکی کیا مراد ہے۔ کونسی ہے۔ علت تامہ یا ناقصہ۔ دونوں میں سے ایک مراد لیں گے تو عام بول کر خاص مراد لینا درست نہیں۔ اور علت مطلقہ مطلوب تک نہیں پہنچاتی۔ تو آپکی علت سے کونسی مراد ہے۔

جواب

علت کی 3 قسمیں ہیں

(1) تامہ

(2) ناقصہ

(3) مطلقہ

علت سے مراد علت تامہ ہے۔ رہی آپکی بات کہ عام بول کر خاص مراد لینا جائز نہیں ہے وہ تب ہے جب کوئی قرینہ نہ ہو۔ جب قرینہ ہو تو عام بول کر خاص مراد لے سکتے ہیں۔ جیسے یہاں پر قرینہ (تبین) ہے تبین سے مقصود مطلوب تک پہنچنا ہے۔ اور مقصود تک علت تامہ ہی کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ لہذا علت تامہ ہی مراد ہے۔ اور ناقصہ یا علت مطلقہ مطلوب تک نہیں پہنچاتی۔

وما اجاب بعضھم .... لا یخلو عن شئ

جواب (ح) بعض حضرات نے ماقبل اعتراض کا جواب کچھ یوں دیا ہے کہ علت سے مراد علت تامہ ہے۔ اس قرینہ کی وجہ سے کہ مطلوب علم صرف علت تامہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اسلئے علت تامہ مراد لیں گے **مگر یہ درست نہیں ہے۔** کہ مطلوب علم صرف اس علت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے یہی علت مراد لی جائے۔ بلکہ قرینہ "تبین" کو بنایا جائے گا کیونکہ تبین کا معنی ہے اسکو بیان کرنا جو علم بالمطلوب کو مستلزم ہو بخلاف اس علم کے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی مطلوب اصلی ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مقصود اسکے علاوہ کچھ اور ہو۔ مزید یہ کہ "تبین" یہ قرینۂ لفظی ہے بخلاف علم مطلوب کے کہ یہ قرینۂ لفظی نہیں اس لئے قرینۂ "تبین" کو بنایا جائے گا

M T W T F S   Date:

جواب (3)

بعض نے جواب دیا ہے علت مطلق طور پر بولا گیا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے "اَلْمُطْلَقُ یُجْرِیْ عَلَی الْاِطْلَاقِ"
مطلق بولا جائے تو اس سے فرد کامل مراد لیا جاتا ہے۔ اور علت کا فرد کامل علت تامہ ہی ہے۔ لہذا علت تامہ ہی مراد ہوگی۔

تعلیل کی تعریف میں "الشی" کے الف لام کا بیان

"الشی"

الف لام عہد خارجی کا ہے۔ اور مقصود دعوی ہے۔ اس لئے یہ علت کو بیان ہی اسے ثابت کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔

والعلۃ .... یسمّٰی علۃً تامۃً

علت کی تعریف:

ما یحتاج الیہ الشی فی ماھیتہ أو فی وجودہ

(علت کی یہ تعریف عام ہے قریبہ ہو یا بعیدہ)

وضاحت: ما یحتاج الیہ الشی فی ماھیتہ سے مراد یہ ہے کہ اس کے بغیر اس شی کا تصور بھی نہ پایا جاتا ہو۔ جیسے رکوع، سجدہ، قیام، قعدہ وغیرہ ان کے بغیر نماز کا تصور ہی نہیں اس لئے انہیں رکن بھی کہتے ہیں۔ فی وجودہ یعنی اس شی کا وجود اس کے بغیر نہ پایا جائے بایں طور کہ یہ مؤثر ہو اس شی میں یا اسے مؤثر میں مؤثر ہو۔ جیسے مصلی نماز کیلئے

علتِ تامہ:

جو کچھ ماقبل میں علت کے بارے میں بیان ہوا اس کے مجموعے کو علتِ تامہ کہتے ہیں۔ یعنی
"ما یحتاج الیہ الشئ فی وجودہ او ما هیتہ"

★اعتراض★

علتِ تامہ کی تعریف میں جو آپ نے کہا (ما یحتاج ......) اس سے اگر وہ مراد ہے جو شئ میں مؤثر ہو تو یہ تعریف علت مطلقہ کے طور پر تو صحیح ہو جائے گی۔ لیکن شرط اس سے نکل جائے گی کیونکہ شرط یہ شئ میں مؤثر نہیں ہوتی بلکہ اسکے لئے مؤثر ہوتی ہے لہذا علتِ تامہ کی تعریف مجموع علل و شرائط پر صادق نہ آئیگی حالانکہ شرط بھی اسمیں داخل ہے؟

★جواب★

شروط یہ علتِ تامہ سے خارج ہیں لہذا انکو ذکر کرنے کی حاجت ہی نہیں پس اگر یہ ہماری تعریف سے نکل جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

ولما کان التعلیل .... احتاج الی تغییر الملازمۃ

تعلیل کے بعد ملازمہ کو ذکر کرنے کی وجہ۔

تعلیل بھی
قیاس استثنائی میں ہوتی ہے جو کہ ملازمہ کو متضمن ہوتی ہے لہذا ملازمہ کو ذکر کرنے کی حاجت ہوئی تو اسلئے ملازمہ کا ذکر کیا۔

"الملازمة کون الحکم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تعریف:-

"کون الحکم مقتضیا لآخر" ایک حکم کا دوسرے حکم کا تقاضہ کرنے والا ہونا۔ اس طرح سے جب مقتضی پایا جائے گا تو اسکے پائے جانے کے وقت مقتضی بھی پایا جائے۔ جیسے طلوع آفتاب کے وقت دن کا پایا جانا۔

☆ اعتراض ☆

ماتن نے ملازم ملازمہ کی تعریف کی لیکن تلازم اور استلزام کی تعریف نہیں کی۔ جس طرح ملازمہ واقع ہوتا ہے۔ اسی طرح تلازم اور استلزام بھی واقع ہوتا ہے اور مستعمل ہیں؟

☆ جواب ☆

مناظرین کی اصطلاح میں یہ تینوں ایک ہی ہیں لہذا علیحدہ طور پر تعریف کی حاجت نہیں۔

☆ اعتراض ☆

ملازمہ کی تعریف میں بالضرورہ کی قید بھی ہونی چاہیئے تھی کہ ضروری طور پر ایک حکم دوسرے حکم کا تقاضہ کرے کیونکہ اتفاقی طور پر تو متفقین فی الوجود بھی ایک دوسرے کا تقاضہ کرتے ہیں کہ انسان ناطق ہے تو حمار ناھق ہے لہذا آپکو اقتضاء بالضرورہ کی قید لگانی چاہیئے تھی تاکہ تعریف دخول غیر سے مانع ہو جاتی؟

★ جواب ★

باالضرورہ کی قید کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اقتضاء کی قید سے ہی متفقین فی الوجود نکل جائیں گے۔ اس لیئے وہ محض اتفاقی طور پر جمع ہوتے ہیں اور یہاں ایک حکم دوسرے حکم کا تقاضہ نہیں کرتا جبکہ ہم نے کہا کہ ایک حکم دوسرے کا تقاضہ کرے

★ اعتراض ★

آپکی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہے۔ کیونکہ تعریف میں لفظ حکم ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ملازمہ تو مفردات میں بھی ہوتا ہے اور وہاں حکم نہیں ہوتا۔ لہذا مفردات میں جو ملازمہ ہوتا ہے وہ آپکی تعریف سے نکل جاتا ہے؟

"اسکے دو جواب ہیں"

★ پہلا جواب ★

مناظرین کی اصطلاح میں ملازمہ خاص ہی قضایا کے ساتھ ہے۔ لہذا مفردات کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں

★ دوسرا جواب ★

مفردات کے درمیان تلازم حقیقۃ میں احکام کے درمیان تلازم ہے۔ لہذا مفردات کے درمیان تلازم بھی بغیر حکم کے نہیں پایا جاسکتا۔ اس لئے حکم کی قید سے مفردات خارج نہیں ہونگے۔ **قاعدہ:** پہلے حکم یعنی مقتضی کو ملزوم اور مقتضٰی کو لازم کہتے ہیں۔

نوٹ:

کبھی استلزام جانبین سے ہوتا ہے تو جسکو بھی مقتضی تصور کریں گے اسے ملزوم اور جسے مقتضی تصور کریں گے اسے لازم کہیں گے۔

ثم اعلم انہ ....

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اسطرح سے ما قبل کا مابعد سے ربط بھی ہو جائے۔

★ اعتراض ★

مصنف نے جب ملزوم کو ذکر کیا متن میں اسکی تعریف بیان کی تو ساتھ لازم کو بھی بیان کیا لیکن جب دلیل کو بیان کیا تو ساتھ میں مدلول کو بھی ذکر کرنا چاہیے تھا ایسا نہیں کیا؟

★ جواب ★

بسا اوقات لازم کے بطلان پر منع وارد ہوتی ہے۔ جیسے اصل ملازمہ پر۔ لیکن اسکے برخلاف مدلول پر منع وارد نہیں ہوتی اسلئے اسے ذکر کرنا ضروری نہیں۔ تو جس پر کثیر منع وارد ہوتی تھی یعنی لازم اسکو ذکر کردیا اور مدلول پر چونکہ منع وارد نہیں ہوتی اس لئے اسے ذکر بھی نہیں کیا۔ "ربط" ضمناً اس جواب میں ربط بھی بیان کردیا کہ اس میں منع کا ذکر آیا ہے تو منع کو بھی ذکر کردیا۔

المنع: طلب الدلیل

تعریف:

"طَلَبُ الدَّلِیْلِ عَلٰی مُقَدِّمَۃٍ مُعَیَّنَۃٍ"

منع کو مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی کہتے ہیں۔

★ اعتراض ★

مصنف نے تعریف میں مقدمہ کی اضافت ضمیر کی طرف کیوں نہیں کی؟ حالانکہ کافی کتابوں میں اضافت کی گئی ہے؟

★ جواب ★

اسلئے کہ اسکے ظاہر سے یہ وہم پیدا ہو رہا تھا کہ یہاں مطلوب ہے کہ "مطلوبہ دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنا" حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ دلیل تو ابھی طلب کرنی ہے۔ ابھی طلب کی ہی نہیں گئی۔ بلکہ مدعی کی دلیل کے مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا مقصود ہوتا ہے۔

مقدمہ کے ساتھ معینہ کی قید لگانے کی وجہ؟

اسلئے تاکہ نقض

اجمالی والا نقض اسمیں داخل نہ ہو کیونکہ نقض اجمالی میں دلیل کے تمام مقدمات پر نقض وارد کیا جاتا ہے جبکہ منع میں صرف مقدمۂ معینہ پر۔

قیل: المنع قد یرد ۔۔۔۔۔۔ تعریف المنع

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ماقبل کا مابعد سے ربط اور مقدمہ کی تعریف

M T W T F S ★اعتراض★

منع کی تعریف جس صورت کی قید سے یہ تعریف جامع نہ رہی کیونکہ اس سے وہ منع نکل گئی جو دلیل کے دو یا اس سے زائد مقدمات پر وارد ہوتی ہے۔ جیسے اس مثال میں کہ جب احناف نے کہا "الزکاۃ واجبۃ فی حلیۃ النساء" اصلی دلیل یہ دی کہ مقدمۂ اول "لانہ متناول النص" دوسرا مقدمہ "کل ما ھو متناول النص فھو جائز الارادہ" تیسرا مقدمہ "کل ما ھو جائز الارادہ فھو مرادہ" نتیجہ یہ نکلا کہ دعوی ثابت (محل نزاع مراد ہے)

(لأنہ متناول النص) (مدعی متناول النص ہے) (الدعوی)

اس پر سائل کہے گا میں آپ کے پہلے مقدمہ (پہلے مقدمہ پر منع) کو نہیں مانتا اگر اسے مان بھی لیں تو اسکا جائز الارادہ ہونا (دوسرے مقدمہ پر منع) تسلیم نہیں کرتے اگر یہ بھی مان لیں تو اسکا مراد ہونا (تیسرے مقدمہ پر منع) ہمیں تسلیم نہیں۔

★جواب★

یہ تعریف جامع ہے۔ رہی وہ بات جو آپ نے بیان کی ہے تو یہاں پر ان سب مقدمات پر ایک منع وارد نہیں ہوئی بلکہ یہ چند منوع ہیں۔ جو ہر مقدمہ پر علیحدہ علیحدہ وارد ہوئی ہیں۔

ماقبل سے ربط:

منع کے ضمن میں مقدمہ کا ذکر ہوا تھا اس لئے منع کے بعد مقدمہ کو ذکر کیا۔

تعریف:

"مَا یَتَوَقَّفُ عَلَیْہِ صِحَّۃُ الدَّلِیْلِ" عام اس سے کہ دلیل کا جزو ہو یا نہ ہو۔ جیسے شرط۔ مقدمہ کی تعریف ذکر کرنا گویا کہ منع کا تتمہ (کی تعریف) ہے۔

M T W T F S

ولا شک فی .... جزءُ دلیلٍ

یہ عبارت اس اعتراض کا جواب ہے۔

★ اعتراض ★

دعوی بھی دلیل کا جزء ہوتا ہے۔ تو اس دعوی پر بھی دلیل طلب کی جاتی ہے۔ تو یہ بھی منع ہوتی؛ حالانکہ یہ منع نہیں؟

★ جواب ★

جواب یہ دیا کہ تعریفات میں حیثیت کی قید معتبر ہوتی ہے۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعوی من حیث الدعوی دلیل کا جزء نہیں ہوتا تو اس پر منع بھی وارد نہیں ہوتی۔ اور مقدمہ جو دلیل کا جزء ہوتا ہے وہ اس حیثیت سے کہ وہ دلیل کا مقدمہ معینہ ہوتا ہے اس پر منع وارد ہوتی ہے۔ لہذا جب حیثیت کی قید لگائیں گے تو پھر یہ اعتراض لازم نہیں آئے گا۔ کہ دعوے پر دلیل طلب کرنا منع ہے۔

ثم انہ قد یذکر .... لانہ لیس بسند

منع کے ساتھ کبھی کبھار سند کو بھی ذکر کیا جاتا ہے اس لئے منع کے ساتھ سند کو ذکر کیا۔

تعریف:

لغوی معنی: جس کی طرف ٹیک لگائی جائے۔ دیوار وغیرہ

اصطلاحی معنی:

"ما یذکر لتقویۃ المنع"

سند کو مستند بھی کہتے ہیں۔

نوٹ:

منع کی تقویت کا فائدہ دے یا نہ دے واقع میں
اس اعتبار سے سند کی دو قسمیں ہو جائیں گی۔
سندِ صحیح
سندِ فاسد
واقع میں تقویت کا فائدہ دے تو سند صحیح ورنہ فاسد

سندِ صحیح کیلئے ضروری ہے کہ وہ مقدمہ ممنوعہ کی نقیض
سے اخص ہو یا مساوی ہو۔
اور سندِ فاسد مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اعم مطلق یا اعم من وجہ
ہو یا مباین ہو۔

☆اعتراض☆

سندِ فاسد پر سند کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے مناظرین نے کہا
کہ یہ سند ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ اس سے پتا چلا
کہ سندِ فاسد سند ہی نہیں ہے؟

☆جواب☆

سندِ فاسد تقویت کے اعتبار سے سند نہیں ہے۔ یعنی یہ تقویت
حکم کا فائدہ نہیں دیتی ورنہ اسکے سند ہونے سے انکار نہیں کیا جا
سکتا۔

ثم لما فرغ من بیان النقض ~~الاجمالی~~ التفصیلی .... الاجمالی

اس عبارت میں مابعد کا ماقبل سے ربط ہے۔ منع کو ذکر
کرنے کے بعد جسے نقض تفصیلی بھی کہتے ہیں اور پھر جسکے ذریعے
منع کو تقویت دی جاتی ہے اسکو ذکر کیا تو پھر نقض اجمالی کو
ذکر کرنے کا ارادہ کیا۔

النقض .... یحقق المدلول

تعریف:

لغوی معنی: توڑنا

اصطلاحی معنی: دلیل کو اسکے پورا ہونے کے بعد باطل کرنا

ایسے شاہد سے استدلال کرتے ہو جو اس بات پر دلالت کرتا ہے

کہ یہ دلیل قابل استدلال نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فساد کو

مستلزم ہے۔

"فساد کی دو صورتیں ہیں"

① مدلول (حکم) کا دلیل کے پیچھے ہونا یا یں طور کہ دلیل تو

پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے۔

② یہ دلیل محال کو مستلزم ہے۔ جیسے اس سے دور و تسلسل

لازم آ رہا ہو گا۔

وفصّل (النقض) .... بالتفصیل

یہاں پر سے منع اور نقض میں فرق بیان کر رہے ہیں

منع اور نقض میں فرق 3 طرح سے ہے

① **منع**: نقض تفصیلی ہے

نقض: نقض اجمالی ہوتا ہے۔

② منع: کہیں بھی وارد ہو سکتی ہے۔

نقض: دلیل کے مکمل ہونے کے بعد وارد ہوتا ہے۔

③ **منع**: کیلئے سند کی ضرورت ہوتی ہے۔

نقض: کیلئے شاھد کی ضرورت ہوتی ہے۔

M T W T F S

Date:

فالشاھد .... مبنیا للمفعول نُقِضَ

نقض یا
شاھد کی تعریف مشہور تعریف اور اس سے عدول کرنے کی وجہ۔

تعریف: جو دلیل کے فساد پر دلالت کرے۔ مسادی کی دو قسمیں ہیں جو ما قبل میں بیان ہو چکیں۔

مشہور تعریف: "تخلف الحکم عن الدلیل"

مشہور تعریف سے عدول کرنے کی وجہ؟

کیونکہ نقض کی مشہور تعریف پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اس لئے مصنف نے اس سے عدول کیا۔

* اعتراض (1) *

مشہور تعریف سے لازم آتا ہے کہ نقض صرف تخلف میں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

* اعتراض (2) *

اس تعریف میں نقض ناقض کی صفت ہے اور تخلف حکم کی صفت ہے۔

* جواب (1) *

حکم کو مدلول کے معنی میں لیں گے عام اس سے کہ وہ مدعا ہو یا غیر مدعا اس صورت میں تخلف کا معنی یہ ہوگا کہ دلیل پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے مدلول منتفی ہو۔

/۱۲۵

استفاء کی دو صورتیں ہیں۔

الف: دلیل ہو مدلول نہ ہو یہ صورت تخلف المدلول عن الدلیل کی ہے۔

(ب) دلیل ہو مدلول اصلاً نہ ہو یہ لزوم محال کی صورت ہے۔

☆جواب② ☆

نقض کی تعریف میں نقض اصطلاحی مراد ہے نہ کہ لغوی اور نقض کو مبنی للمفعول بھی مراد لے سکتے ہیں

ویرد علی التعریفین .... من التعریف

دو اعتراضات

①

ماتن کی نقض کی تعریف یا مشہور تعریف دونوں اپنے افراد کو جامع نہیں ہیں۔ اس سے تعریف کے جامع مانع ہونے کے لحاظ سے جو تعریفات پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ نکل جاتا ہے۔ اس طرح کہ آپ نے دونوں جگہ نقض کی جو تعریف کی ہے۔ اس میں دلیل کی قید لگائی ہے۔ اور دلیل تصدیقات میں ہوتی ہے۔ جبکہ تعریفات تصورات ہوتی ہیں تو تعریفات پر جامع مانع ہونے کے لحاظ سے جو اعتراض وارد ہوتے ہیں وہ نکل جائیں گے حالانکہ ان اعتراضات کو بھی اصطلاح میں نقض کہتے ہیں؟

M T W T F S ☆جواب☆

دونوں تعریفات میں نقض سے مراد اس نقض کی تعریف کرنا ہے جو معلل کی دلیل پر وارد ہوتا ہے نہ کہ وہ نقض جو تعریفات پر وارد ہوتا ہے لہذا جب مراد ہی نہیں تو نکل جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(2)

دونوں تعریفیں اپنے افراد کو جامع نہیں۔ ان سے نقض (مناقضہ) یعنی منع جسے نقض تفصیلی کہتے ہیں وہ نکل جاتا ہے۔ حالانکہ اصطلاح میں اسے بھی نقض کہتے ہیں؟

☆جواب☆

ہماری یہاں پر غرض اُس نقض کی تعریف کرنا ہے جو ماقبل میں ذکر کردہ منع / مناقضہ یعنی نقض تفصیلی کے مقابلہ میں آتا ہے اور وہ نقض اجمالی ہے اس لئے یہاں پر صرف نقض اجمالی کی تعریف کی ہے۔ پس اگر نقض تفصیلی اس تعریف سے نکل جاتا ہے تو یہی تو مقصود ہے۔ لہذا اسکے نکلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ثم الاسئلۃ المسموعۃ .... فمعارضۃ بالغیر

اس میں ماقبل کا مابعد سے ربط، معارضہ کی تعریف ووضاحت اور معارضہ کی اقسام ہیں۔

(اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ)

M T W T F S

Date:

ربط: وہ قابل سماعات سوالات جو معلل کی دلیل پر وارد ہوتے ہیں وہ تین ہیں۔ (1) نقض / (2) منع / (3) معارضہ

پہلے دو کا ذکر ہو چکا آخری کا ذکر کر دیا۔

معارضہ:

(أقامة الدليل على خلاف ما أقام الدليل عليه الخصم)۔

وضاحت:

خلاف سے مراد جو مد مقابل (خصم) کے دعوی کی نفی کرے عام اس سے کہ اسکی نقیض ہو یا نقیض کے مساوی ہو یا اسکی نقیض سے اخص ہو۔

نیز یہاں تغایر سے مطلقاً تغایر مراد نہیں کہ پر اسکے موقف سے ہٹ کر کسی علیحدہ شئی ہی موضوع پر دلیل قائم کرے۔ ایسا نہیں ہے کیونکہ لفظِ خصم ہی اس بات کی خبر دے رہا ہے اور مخاصمہ تو تبھی متحقق ہوگا جب متخاصمین سے ہر ایک کی دلیل کا مدلول دوسرے کی دلیل کے مدلول کے منافی ہو۔

معارضہ کی اقسام:

معارضہ بالقلب: جب دونوں کی دلیل متحد ہو یعنی صورت اور مادہ دونوں میں متحد ہو۔

بالمثل: جب دونوں کی دلیل صرف صورۃً متحد ہو جیسے دونوں کی دلیل شکل اول کی ضرب اول میں متحد ہو اور مادہ میں متفرق ہو۔

معارضہ بالغیر:

جب دونوں کی دلیل مادہ اور صورت دونوں میں ہی متحد نہ ہو بلکہ دونوں میں ہی مختلف ہو۔

فائدہ: صورت میں اتحاد سے مراد دونوں کی دلیل اشکال اربعہ میں متحد ہو۔

مادہ میں اتحاد سے مراد دونوں کی دلیل حد اوسط میں متحد ہو۔

قال المصنف .... اخذ منصب المدعی

سوال:

معارضہ بالقلب کن کن قضیوں میں پایا جائے گا اور کن میں نہیں بمع مثال بیان کریں؟

جواب:

معارضہ بالقلب یہ مغالطات عامۃ الورود اور قیاسات فقہیہ میں پایا جاتا ہے اور دلائلِ عقلیہ صرف جو کہ مغالطات سے محفوظ ہوتے ہیں ان میں نہیں پایا جاتا۔

(مغالطات عامۃ الورود)

جس کے ذریعے مطلوب کو ثابت کرنا اور اسکی نقیض کو ثابت کرنا ممکن ہو۔

جیسے کہا جائے کہ
دعوی ثابت ہے۔ کیونکہ اگر دعوی ثابت نہ ہو تو یقینا
اسکی نقیض ثابت ہوگی۔
اگر نقیض ثابت ہو تو اشیاء میں سے کوئی شی ثابت ہوگی
ان مقدمات کی وجہ سے یہ مقدمہ شرطیہ لازم آئے گا۔
(اگر دعوی ثابت نہ ہو تو اشیاء میں سے کوئی شی ثابت
ہوگی)۔

(عکس نقیض کا عکس)

اگر اشیاء میں سے کوئی شی ثابت نہ ہو تو دعوہ ثابت ہوگا
یہ خلاف مفروض ہے کیونکہ دعوی اشیاء میں سے کوئی
شی ہے۔
اگر ہم مان لیں کہ
اگر دعوی ثابت ہو تو اشیاء میں سے کوئی شی ثابت
نہ ہوگی تو یہ لازم آئے گا کہ
ایک شی جس کی نفی مان لی گئی ہے اسکا ثبوت لازم
آئے گا۔

"امثلہ"

معارضہ بالقلب:

جیسے کوئی حنفی کہے کہ "سر کا مسح وضوء کے ارکان میں سے
ایک رکن ہے"۔ لہذا جس پر مسح کا اطلاق کیا جاتا ہے اسکے
اقل پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا جیسے چہرے کا دھونا

تو شافعی معارضاً کہیں گے۔

المسح رکن منہا یعنی مسح

وضوء کا رکن ہے لہذا اسکا اندازہ چوتھائی کے ساتھ نہیں

لگایا جائے گا۔ جیسے چہرے کا دھونا۔ یعنی جس طرح وضوء میں

چہرہ رکن ہے اسی طرح مسح بھی رکن ہے تو جس طرح چوتھائی

چہرے پر اکتفاء نہیں کیا جا سکتا اسی طرح چوتھائی مسح پر

بھی اکتفاء نہیں کیا جا سکتا۔

اس میں دونوں کی دلیل صورۃً اور مادۃً متحد ہے۔

معارضہ بالمثل:

معلل کہے۔

العالم محتاجٌ الی المؤثِر وکل

محتاج الیہ فہو حادث حادثٌ

معارض کہے۔

العالم مستغن عن المؤثر وکل

مستغن عن المؤثر فہو قدیم۔ "فالعالم قدیم"

یہاں دونوں کی دلیل صورۃً تو متحد ہے مگر مادۃً مختلف ہے۔

معارضہ بالغیر:

معلل کہے۔

العالم محتاج الی المؤثر وکل محتاج الخ:

معارض کہے۔

لوکان العالم حادث لما کان مستغنیا

لکنہ مستغن فلیس بحادث۔

اب یہاں پر معارض کی دلیل معلل کی دلیل کے بالکل خلاف ہے۔ صورۃً بھی اور مادۃً بھی۔

ثم قیل . . . . لا المعارض

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔

★اعتراض★

معلل اول معارض پر صادق آ رہا ہے جب معلل معارض کے خلاف دلیل قائم کرے؟

جواب (1)

مصنف کے نزدیک معلل معارض ہی ہے۔

(2)

معارضہ کی تعریف میں خصم سے مراد معلل ہے جب معلل معارض کے خلاف دلیل دے گا تو یہ معارض نہیں ہوگا بلکہ معلل ہی ہوگا۔ کیونکہ معارضہ وہ ہوتا ہے جس میں معلل کے خلاف دلیل قائم کی جائے تو یہاں معارض کے خلاف کی جا رہی ہے۔

ثم لابد . . . . اخذ منصب المدعی

اس عبارت میں مابعد کا ماقبل سے ربط۔ توجیہ کی تعریف۔ غصب کی تعریف اسکا حکم اور مثال ہے۔

ربط:

مناظرہ میں توجیہ ضروری ہے اس لئے اسے بیان کیا۔

تعریف توجیہ:

مناظر اپنے کلام کو خصم کے کلام کی طرف متوجہ کرے خواہ منع کی صورت میں ہو نقض یا معارضہ کی صورت میں ہو۔

غصب:

غیر کے منصب کو لے لینا۔

حکم: اچھا نہیں ہے لیکن عند الضرورہ جائز ہے۔

"مثال"

جیسے ناقل کا کام تصحیح نقل ہے لیکن وہ دلیل دینا شروع کر دے تو اس نے غیر کا منصب لیلیا۔ جیسے "من قبل أن یتماسا" میں پورا اختلاف۔

ولما فرغ من المقدمہ .... اجزاء البحث

مقدمہ ختم ہوا اب اس فن کا موضوع بحث ہے اس میں اسکی کیفیات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے تو اب ابحاث میں شروع ہو رہے ہیں تو پہلے بحث کی اجزاء میں شروع ہو رہے ہیں۔

ثم للبحث ثلاثة اجزاء ۔۔۔۔۔۔۔۔

بحث کے تین اجزاء ہیں۔

مبادی اوساط مقاطع

مبادی:

دعوی کو معین کرنا جب اس میں خفاء ہو

اوساط:

یہ دلائل ہیں۔ انکو اوساط اسلئے کہتے ہیں کہ دعوی کی تعیین سے مأخر اور جس تک بحث کی انتہاء ہوتی ہے اس سے پہلے ہوتے ہیں۔

مقاطع:

وہ مقدمات جن تک بحث کی انتہاء ہو وہ مقدمات ضروریہ ہو یا ظنیہ جو خصم کے ہاں (مد مقابل) مسلم ہوں۔ جیسے دور و تسلسل اور اجتماع نقیضین وغیرہ

Pg 59, 58

اعلم أن الواجب ۔۔۔۔۔۔۔۔ یجوز طلب بالتفات

سائل پر ضروری ہے کہ تعریف میں دعوی کے مفردات کو طلب کرنا اور بحث کی تعیین کرنا اور اسکو تمام احوال سے ممتاز کرنا۔

جیسے معلل نے دعوہ کیا کہ وضوء میں نیت شرط نہیں ہے۔

تو اب سائل کیلئے واجب ہے نہ وہ کہے نہ نیت کیا شرط کیا ہے اور وضوء کیا ہے تو معلل کہے گا کہ نیت ہے نماز کو مباح کرنیکا ارادہ یا امر الٰہی بجالانا اور شرط امر خارج ہے جس پر شی موقوف ہو اور اسمیں مؤثر نہ ہو اور وضوء اعضاء ثلاثہ کو دھونا اور سر کا مسح پھر سائل کہے کہ نیت کا شرط نہ ہونا کس کے مذہب پر ہے اور کیا قول ہے تو معلل کہے گا امام ابو حنیفہ کے مذہب پر مہیں ہے برخلاف امام شافعی کے۔ تم کلامہ) اب فوائد و قیود میں شروع ہو رہے ہیں طلب واجب تب ہے جب سائل کو معلوم نہ ہو کیونکہ علم کے باوجود طلب کرنا یہ مکابرہ ہے یا مجادلہ

اور (أملاه) سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ناقل سے بعض اشیاء طلب کرنا جائز نہیں ہے جیسے منقول پر دلیل یا دلیل کے مقدمات میں سے کسی مقدمہ پر جسکو اسنے اپنے ساتھ نقل کیا ہے (بغیر دلیل کے ذریعہ ہوگے) جب (ناقل منقول کو دلیل کے ذریعہ ہو) ثابت کرنے کے ذریعہ ہو تو اب جائز ہے۔ کیونکہ اس نے غیر کا منصب لے لیا ہے یعنی مدعی اور مستدل کا اب اس سے بھی مؤاخذہ کیا جائے گا جیسے ان دونوں (مدعی، مستدل) سے مؤاخذہ لیا جاتا ہے۔ (فینبغی) یہ (الواجب علی السائل) کے منافی ہے ظاہری طور پر۔ کیونکہ واجب وہ ہوتا ہے جسکو ترک کرنا جائز نہیں اور (ینبغی) اسکا مطلب ہوتا ہے جسکو ترک کرنا جائز ہو۔ کیونکہ محققین ینبغی کا معنی لائق کرتے ہیں۔

تم أعلم:۔ معلل جب تک اقوال و تحریر کی تعریف میں الجھا رہتا ہے اس پر منع متوجہ نہیں ہوگی۔ جیسے معلل نے کہا کہ (الزکاۃ واجبۃ فی حلی النساء عند ابی حنیفہ ولیست بواجبۃ عند الشافعی رحمہما اللہ) تو اب سائل یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو نے کیوں کہا کہ "زکاۃ واجب ہے"۔ کیونکہ اس نے قول کو ذکر کیا ہے بطریق حکایت نہ کہ بطریق دعوی۔ اور حکایت میں منع کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا مگر جب کسی شی کو نقل کرے اور نقل کرنے میں خطاء کر بیٹھے تو اب اس سے تصحیح نقل طلب کرنا جائز ہے۔ یا وہ کسی شی کی تعریف کرے مگر وہ تعریف جامع مانع نہ ہو تو تو اب طرد و عکس طلب کرنا جائز ہے اور جب جامع مانع ہو تو دخل جائز نہیں۔ جامع مانع ہونے سے مراد مخاطب کا ان دونوں کو جان لینا کیونکہ بسا اوقات تعریف جامع مانع تو ہوتی ہے لیکن سائل کو سمجھ نہیں آرہی ہوتی تو اب اسکے لئے طلب بالاتفاق جائز ہے۔

مقدمہ ختم اب بحث میں گفتگو ہوگی۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ

دعاگو۔ توقیر حسن + بلال اشرف

کل ابحاث "۹" ہیں

۲۰۰۶